

حدیث قُدسی

<"xml encoding="UTF-8?">

حدیث قُدسی

حدیث قُدسی اس کلام کو کہا جاتا ہے جسے پیغمبر اکرمؐ خدا سے نقل کرتے ہیں۔ حدیث قُدسی کو حدیث ربانی اور حدیث الہی بھی کہا جاتا ہے۔ ان احادیث میں حدیث کا معنی اور مضمون خدا کی طرف سے جبکہ الفاظ پیغمبر اکرمؐ کے ہوتے ہیں؛ ان کا مضمون ممکن ہے فرشتہ، الہام یا نیند میں القا کے ذریعے پیغمبر اکرمؐ تک منتقل ہو۔ یہ احادیث عموماً "قال اللہ" یا "يقول اللہ" جیسے الفاظ سے شروع ہوتے ہیں۔ حدیث قُدسی اور قرآن میں فرق یہ ہے کہ قرآن کا مفہوم اور لفظ دونوں خدا کی جانب سے ہیں جبکہ حدیث قُدسی کا فقط مضمون خدا کی جانب سے ہوتا ہے، اسی طرح معجزہ ہونے کے حوالے سے بھی قرآن اور حدیث قُدسی میں فرق ہے۔ گذشتہ انبیاء سے منسوب اقوال بھی احادیث قُدسی میں شامل ہیں، اسی بنا پر بعض احادیث گذشتہ انبیاء سے منقول ہیں۔ احادیث قُدسی کے مضامین اکثر اخلاقی اور عرفانی موضوعات پر مشتمل ہوتے ہیں۔

حدیث قُدسی میں سب سے اہم بحث ان کے مضامین کا خدا کی جانب سے ہونے اور نہ ہونے میں ہے۔ اکثر احادیث قُدسی پیغمبر اکرمؐ سے انس بن مالک، ابوبریرہ، ابن عباس اور حضرت علیؓ کے توسط سے نقل ہوئی ہیں۔

وجہ تسمیہ

حدیث قُدسی میں لفظ "قُدسی" سے مراد پاکی اور طہارت کے ہیں۔ [1] ان احادیث کو حدیث قُدسی کہنے کے بارے میں کئی احتمالات پائے جاتے ہیں ان میں سے سب سے اہم دلیل ان احادیث کا خدا کی مقدس ذات کی طرف منسوب ہونا ہے۔ [2]

ان احادیث کو متأخر علماء نے حدیث قُدسی کا نام دیا ہے۔ [3] کرمانی وہ پہلا شخص ہے جس نے ان احادیث کو "حدیث قُدسی"، "حدیث الہی" اور "حدیث ربانی" کا نام دیا، لیکن مختلف کتابوں میں ان ناموں کا استعمال ہونا اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ان ناموں میں سے "حدیث الہی" سب سے زیادہ قدیمی اور سب سے زیادہ استعمال ہونے والا نام ہے۔ ابن کثیر بھی اسی نام کو استعمال کرتے ہیں۔ [4]

"حدیث قُدسی" کی تعبیر اگرچہ بعد میں شروع ہوا لیکن بہت جلد ہمہ گیر ہوا اور حدیث الہی کی جگہ لے لی۔ گراہام، [5] کے مطابق عبداللہ بن حسن طیبی (متوفی ۷۴۳) پہلا شخص تھا جس نے "حدیث قُدسی" کا نام استعمال کیا، لیکن ظاہراً امیر حمیدالدین (متوفی ۶۱۷) اس کام میں عبداللہ بن حسن طیبی پر سبقت لے گئے ہیں۔ [6]

مذکورہ اشخاص کی علاوہ وہ لوگ جنہوں نے "حدیث قُدسی" کی تعبیر اپنی کتابوں میں استعمال کی ہیں ان کا نام بالترتیب درج ذیل ہیں:

قیصری (متوفی ۷۵۱) شرح فصوص الحکم میں، [7]

شہید اول (متوفی ۷۸۶) القواعد و الفوائد میں، [8]

کرمانی شرح صحیح بخاری میں، [9]

جرجانی (متوفی ۸۱۶) تعریفات میں [10]

ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲) فتح الباری میں [11]

اس تعبیر کے رائج ہونے سے پہلے بھی بعض علما نے ان احادیث کو مختلف عناوین کے ساتھ استعمال کیئے ہیں من جملہ ان میں "الاحادیث الملائکیۃ" اور "احادیث الملائکۃ الکرام و الجان" کا نام لیا جا سکتا ہے۔

تعریف

حدیث قدسی کی مختلف تعریفوں میں یہ چیز مشترک ہے کہ حدیث قدسی ایک ایسا کلام ہے جسے پیغمبر اکرمؐ نے خدا سے نقل کی ہیں، [12] لیکن ان تعریفوں کے مانع اغیار نہ ہونے کی بنا پر محدثین نے حدیث قدسی کو معین کرنے نیز قرآن اور حدیث قدسی میں موجود فرق کو واضح کرنے کے لئے مختلف معیارات بیان کیئے ہیں۔

ان معیاروں کی تعداد، اہمیت اور تفصیلات مختلف منابع میں مختلف ہیں۔ مثلاً شیخ بہائی [13] نے اس حوالے سے صرف ایک معیار کی طرف اشارہ کیئے ہیں جبکہ بلوشی [14] نے اس حوالے سے چودہ (14) معیاروں کا نام لیا ہے۔

حدیث قدسی میں سب سے مورد بحث واقع ہونے والے موضوعات میں سے سب سے اہم موضوعات درج ذیل ہیں:

ان کے الفاظ؛

پیغمبر اکرمؐ تک ان کی متنقلی؛

ان کا معجزہ ہونا؛

ان کو لمس کرنے اور ان کی قرائت کا حکم؛

نماز میں ان کی قرائت کا جائز ہونا یا نہ ہونا؛

ان کے مضامین [15]

علم درایہ میں

ورود بحث احادیث قدسی بہ کتابہای علم اگرچہ جرجانی، ابوالبقاء اور تہانوی وغیرہ کی کتابوں میں حدیث قدسی سے متعلق بحث ہوئی ہے لیکن درایہ کی کتابوں میں حدیث قدسی سے بحث قاسمی (متوفی ۱۳۳۲) کی کتاب قواعد التحذیر کی تالیف کے بعد سے شروع ہوئی ہے جس کے بعد درایہ کی دوسری کتابوں میں بھی حدیث قدسی سے بحث کی گئی ہے۔ شیعہ منابع میں درایہ کی کتابوں کی تدوین دیر سے شروع ہونے کے باوجود اس سلسلے کی پہلی کتابوں میں ہی حدیث قدسی سے بحث کی گئی ہے۔ شیخ بہائی اپنی کتاب الوجیزۃ میں [16] اور مشرق الشمسین، [17] اور میرداماد کتاب الرواشح السماویۃ [18] میں حدیث قدسی سے بحث کرتے ہیں یوں ان کتابوں کے بعد میں تدوین ہونے والی علم درایہ سے مربوط شیعہ کتابوں میں بھی حدیث قدسی سے بحث ہوئی ہے۔

مضامین

احادیث قدسی کے عمدہ مضامین عرفانی اور اخلاقی موضوعات پر مشتمل ہیں جن میں تہذیب نفس، اخلاص اور توبہ و استغفار، نیک کاموں کی فضیلت، صالح اور نیک لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست کی ترغیب اور لوگوں کے ساتھ حُسن معاشرت، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر، بندوں کو جزا دینے میں خدا کے فضل و کرم اور جود و سخا کا تذکرہ اور گذشتہ انبیاء کی داستان جیسے موضوعات شامل ہیں۔[19]

فقہی احکام کے باب میں ان احادیث میں کسی بھی واجب کا بیان نہیں آیا ہے بلکہ صرف اعمال کے ثواب و عقاب اور نیک کاموں کی اہمیت اور مستحبات پر تاکید کی گئی ہے۔ شیعہ منابع میں بعض احادیث قدسی امامت کے اثبات اور شیعہ ائمہ کی امامت کی حقانیت سے بھی بحث کی گئی ہے۔[20]

چونکہ احادیث قدسی کے عمدہ مضامین عرفانی اور اخلاقی موضوعات پر مشتمل ہیں اسی وجہ سے صوفیہ مذہب کے عمدہ اعتقادات کا سرچشمہ یہی احادیث ہیں یا بعد میں ان احادیث کی طرف نسبت کی گئی ہے۔[21] اسی لئے محی الدین ابن عربی کی کتابوں میں ان احادیث کا استعمال بہت زیادہ دیکھنے میں آتا ہے۔[22] ان تمام باتوں کے باوجود احادیث قدسی کا استعمال صرف عرفانی اور اخلاقی کتابوں تک محدود نہیں بلکہ بعض فقہی آثار[23] حتیٰ اصول فقہ کی بعض کتابوں[24] میں بھی ان سے استناد کی گئی ہے۔

ان احادیث میں سے بعض میں قیامت کے دن بہشتیوں، جہنمیوں اور فرشتوں کے ساتھ خدا کی گفتگو پر مشتمل ہے۔[25] اسی طرح بعض احادیث ان باتوں پر مشتمل ہیں جسے پیغمبر اکرمؐ نے شب معراج کو دریافت کیا تھا جو "اسرار وحی" کے طور پر جانی جاتی ہے،[26] اسی طرح شب معراج کے ادعیہ بھی "ادعیۃ السر" کے عنوان سے ان احادیث میں بیان ہوئی ہے۔[27]

وحیانی ہونا

احادیث قدسی کے باب میں سب سے اہم اور اختلافی بحث ان احادیث کے الفاظ کا وحیانی ہونا اور نہ ہونا ہے۔ بعض محققین،[28] ان احادیث کے الفاظ کو بھی دیگر احادیث کی طرح خود پیغمبر اکرمؐ کے الفاظ قرار دیتے ہیں۔[29] اس نظریے کے تحت احادیث قدسی اور قرآن کے درمیان فرق بالکل واضح اور آشکار ہو جاتا ہے لیکن ان احادیث کا دوسرے احادیث کے ساتھ تفاوت صرف ان احادیث کو خداوند عالم کی طرف نسبت دینا ہے۔[30] اس کے مقابلے میں بہت سارے علماء احادیث قدسی کے الفاظ کو قرآن کی طرح خدا کے الفاظ قرار دیتے ہیں۔[31] اس نظریے کو بعض اہل سنت علماء کی طرف بھی نسبت دی جاتی ہے[32] اور میبیدی[33] کا یہ قول کہ احادیث قدسی مخلوق نہ ہونے میں (قرآن کے بارے میں اہل سنت کا مشہور عقیدہ مخلوق نہ ہونے کو مدنظر رکھتے ہوئے) قرآن کے ساتھ یکسان ہے اور اس قول کو "اہل سنت والجماعت" کی طرف نسبت دینا اس بات کی گواہ ہے، اگرچہ اس مدعا کو ثابت کرنا محکم اور قوی دلائل و شواہد کا محتاج ہے۔ اس قول کے مطابق احادیث قدسی دوسرے احادیث سے کاملاً ممتاز ہو جاتا ہے لیکن قرآن اور ان احادیث کے درمیان فرق ان احادیث کی دوسری خصوصیات پر منحصر رہے گا۔

کیفیت دریافت

پیغمبر اکرمؐ احادیث قدسی کو خدا سے کیسے دریافت کرتے تھے؟ اس حوالے سے بھی علماء کے درمیان اختلاف نظر پایا جاتا ہے۔ اس نظریہ اس حوالے سے یہ ہے کہ پیغمبر اکرمؐ صرف قرآن کو جبرئیل کے ذریعے دریافت کرتے

تھے لیکن حدیث قدسی کو دریافت کرنے کے لئے اس واسطے کی ضرورت نہیں تھی، [34] اگرچہ بعض علماء احادیث قدسی کی دریافت میں بھی جبرئیل کے واسطے کو ممکن قرار دیتے ہیں۔ [35] احادیث قدسی کے دریافت کے راستوں کو عمدتاً نیند اور الہام وغیرہ جانا جاتا ہے۔ [36] اور چہ بسا احادیث قدسی کی ماہیت کو مکمل طور پر غیر وحی قرار دی جاتی ہے [37] لیکن بعض اوقات قرآن کے مقابلے میں جو کہ وحی جلی ہے، احادیث قدسی کو وحی غیرجلی کا نام دیا جاتا ہے۔ [38]

قالب

احادیث قدسی جس قالب میں بیان ہوتی ہے اس کے بارے میں تھانوی [39] دو قالب کا تذکرہ کرتے ہیں: ایک وہ قالب ہے جسے سلف کے طریقے کا نام دیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے: "قال رسول اللہ فیما یروی عن ربہ"، جبکہ دوسرا وہ قالب ہے جسے متأخرین کے طریقے سے یاد کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے: "قال اللہ تعالیٰ فیما رواہ عنہ"۔ تھانوی کے بعد جنہوں نے اس بارے میں بحث کی ہیں انہوں نے بھی انہی دو قالبوں کا ذکر کیا ہے۔ [40] ان دو قالبوں میں جو چیز توجہ طلب ہے وہ اس بات کی تصریح ہے کہ ان احادیث کو پیغمبر اکرمؐ نے خدا سے نقل کی ہیں تاکہ قرآن کو نقل کرنے والی تعبیر کے ساتھ خلط نہ ہو۔ [41] لیکن حدیثی متون میں تحقیق اور جستجو سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام جگہوں پر صرف ان دو قالبوں میں منحصر نہیں ہے۔

اقسام

احادیث قدسی کو دو عمدہ قسموں میں تقسیم کیا جاتا ہے: وہ احادیث جن میں صرف خدا کا کلام نقل کیا جاتا ہے، اور دوسری وہ احادیث جن میں کسی داستان کے ضمن میں کسی کلام کو خدا سے نقل کی گئی ہیں۔

اہل سنت محدثین صرف پیغمبر اکرمؐ کے توسط سے نقل شدہ احادیث قدسی کو می قبول کرتے ہیں، لیکن صوفیہ بعض مطالب کو پیغمبر اکرمؐ کی علاوہ دوسرے ذرائع یا گذشتہ انبیاء سے بھی خدا سے نقل کرتے ہیں جن میں سے بعض کو عہدین سے لیا گیا ہے اور کعب الاحبار جیسوں سے نقل کرتے ہیں۔ مثلاً محیی الدین ابن عربی مشکاة الانوار میں اسی طریقہ کار کو اپناتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب کے دوسرے حصے میں مذکور احادیث کو "مرفوعةً الى اللہ بغیر اسنادٍ الى رسول اللہ" کے عنوان سے ذکر کرتے ہیں [42] اور وَبَّ بن منبہ اور کعب الاحبار کے توسط سے تورات سے بعض مطالب نقل کرتے ہیں۔ [43] اسی باب میں تورات کے چالیس سوروں کا عبرانی سے عربی میں ترجمہ حضرت علیؓ سے منسوب ہے۔ [44] اسی طرح پیغمبر اکرمؐ سے منقول بعض احادیث قدسی کو "مکتوب فی التوراة" [45] اور "مکتوب فی الانجیل" [46] کے عنوان سے بھی نقل کی گئی ہیں۔

اعتماد

احادیث قدسی کا معتبر ہونا اور نہ ہونا بھی علوم حدیث کے محققین کے نزدیک قابل غور ہے۔ انہوں نے عموماً اپنی کتابوں کے مقدماتی ابحات میں اس حوالے سے بحث کی ہیں۔ [47] چہ بسا حدیث صحیح اور ضعیف کے بحث میں اس سے بحث کی گئی ہیں، [48] اور اس سلسلے میں ان احادیث کی مختلف اقسام من جملہ صحیح، حسن اور ضعیف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ [49] اسی طرح بعض اہل سنت محدثین نے بعض مشہور احادیث قدسی کے غیر معتبر ہونے کی طرف بھی اشارہ کیئے ہیں من جملہ ان میں حدیث کنز [50] اور حدیث "لولاک لما خلقت الافلاک" [51] شامل ہیں۔ وہ کتابیں جن میں ان احادیث کے معتبر ہونے اور نہ ہونے اعتبار سے تقسیم کی ہیں، ان میں تقریباً ان احادیث میں سے آدھے کو ضعیف قرار دئے گئے ہیں۔ مثلاً، حاج احمد کتاب

موسوعة الاحاديث القدسية الصحيحة و الضعيفة میں ۳۳۵ احادیث کو صحیح اور حَسَن جبکہ ۵۸۵ احادیث کو ضعیف اور جعلی قرار دیتے ہیں۔

سند اور متن کے حوالے سے احادیث قدسی پر اعتراض کیا جاتا ہے خاص کر ان کی سند کے منقطع یا مرسل ہونے کے اعتبار سے۔ اسی بنا پر اسی بنا پر ماسینیون [52] اس طرح کے احادیث کو حقیقت میں صوفیوں کے شطحیات میں سے قرار دیتے ہیں، لیکن ان احادیث کے سند کا مرسل ہونا ان کے بے اعتمادی کی دلیل نہیں بلکہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ نقل حدیث میں صوفیہ حدیث کی سند کو نقل پر زیادہ زور نہیں دیتے اور اس طرح کی بہت ساری احادیث حدیث کے ابتدائی منابع میں موجود ہیں جو ان کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ [53] احادیث قدسی پر اس اعتبار سے بھی اعتراض کیا جاتا ہے کہ ان میں سے بعد احادیث پیغمبر اکرمؐ سے اور بعض احادیث حدیث قدسی کے عنوان سے خدا سے نقل ہوئی ہیں۔ [54] عہدین کی طرح احادیث قدسی کے مضامین پر بھی اعتراض کیا گیا ہے۔ [55]

ظاہراً صوفیہ کی طرف سے احادیث قدسی کو ان کے مآخذ سے اخذ کرنے میں تساہل یا بعض کے بقول تورات سے استفادہ کرنا، [56] اس طرح کے اعتراضات کے لئے زمی نہ ہموار کی ہیں، حالانکہ ان میں سے بہت ساری احادیث اہل سنت اور شیعہ حدیث منابع کے ابتدائی نسخوں میں موجود ہیں یہاں تک کہ بعض احادیث کو ان دونوں فریقوں نے بطور مشترک نقل کی ہیں [57] اور ان میں سے بعض احادیث ان کے فقہی کتابوں میں بھی نقل ہوئی ہیں۔

تعداد

احادیث قدسی کی تعداد میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ بعض منابع [58] میں ان کی تعداد ایک سو (100) اور بعض میں [59] دو سو (200) تک بیان کی گئی ہیں۔ یہ تعداد بعد والی مآخذ میں اضافہ ہوتا ہے مثلاً حاج احمد کی کتاب موسوعة الاحاديث القدسية: الصحيحة و الضعيفة میں ان کی تعداد صحیح اور ضعیف دونوں ملا کر 919 تک پہنچ گئی ہیں؛ البتہ اس بارے میں کوئی دقیق جستجو انجام نہیں پایا اور اس اختلاف کی مختلف وجوہات ہو سکتے ہیں من جملہ یہ کہ بعض نے ان میں سے بعض کو انتخاب کر کے ان کی تعداد بیان کی ہیں جبکہ بعض نے بعض دوسری ضمنی احادیث کو بھی حدیث قدسی شمار کی ہیں جبکہ بعض نے اس حوالے سے ان کو خدا کی طرف نسبت دینے میں صریح دلائل کے نہ ہونے کی وجہ سے اجتہاد سے کام لیا ہے۔

راوی

احادیث قدسی کو کسی صحابی سے سب سے زیادہ پیغمبر اکرمؐ سے نقل کی ہیں، اس بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس حوالے سے مکمل جستجو انجام نہیں پایا ہے۔ لیکن عبدالسلام علّوش کی کتاب الجامع فی الاحاديث القدسية کے مطابق ان احادیث کو سب سے زیادہ نقل کرنے والوں میں بالترتیب انس بن مالک، ابوہریرہ، ابن عباس اور حضرت علیؓ کا نام آتا ہے۔ [60]

شیعہ حدیثی منابع میں احادیث قدسی عمدتاً ائمہ اہل بیتؑ نے پیغمبر اکرمؐ سے نقل کی ہیں اور چہ بسا پیغمبر اکرمؐ کے واسطے کے بغیر قول خدا، [61] انبیای سلف [62] کو جبرئیل [63] کے توسط سے نقل کی ہیں۔ بعض احادیث قدسی خدا اور انبیاء میں سے کسی ایک کے ساتھ گفتگو پر مشتمل ہے۔ اس سلسلے میں حضرت

موسیٰ اور حضرت داود سب سے زیادہ نمایاں مقام رکھتے ہیں۔[64]

کتابیں

اہل سنت اور شیعہ جوامع احادیث میں تقریباً تمام اصلی منابع میں احادیث قدسی کا سراغ لگایا جا سکتا ہے،[65] لیکن اس کے باوجود بعد میں اس حوالے سے مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں اور اب بھی لکھی جا رہی ہیں۔ اس سلسلے میں س سے قدیمی کتاب المواعظ فی الاحادیث القدسیہ ہے جو غزالی سے منسوب ہے۔[66] البتہ اس انتساب میں تردید کی جاتی ہے۔[67] اگر یہ تردید صحیح ہو تو طاہر بن طاہر بن محمد نیشابوری کی کتاب الاحادیث الالہیہ اس سلسلے میں سب سے قدیمی کتاب ہو گئی۔[68] اس سلسلے میں قلم فرسائی کرنے والے مشہور مؤلفین میں محیی الدین ابن عربی، ملاعلی قاری، محمد عبدالرؤوف مناوی اور محمد مدنی کا نام آتا ہے۔[69] شیعہ علماء میں سے سب سے اس سلسلے میں لکھی گئی سب سے قدیمی کتاب البلاغ المبین ہے جو سید خلف حویزی (متوفی ۱۰۷۴ھ) سے منسوب ہے۔[70] البتہ اس مدعا کا اثبات بھی دشوار ہے۔[71] اس کے بعد شیخ حر عاملی کی کتاب الجواهر السنیة فی الاحادیث القدسیة کا نام آتا ہے۔[72]

موجودہ دور میں بھی احادیث قدسی کی جمع آوری اور تدوین میں بعض اہم آثار وجود میں آئی ہی من جملہ ان میں:

موسوعة الاحادیث القدسیة الصحیحة و الضعیفة،[73] تحریر: یوسف حاج احمد۔
الجامع فی الاحادیث القدسیة،[74] تحریر: عبدالسلام علّوش۔
الاحادیث القدسیة المشتركة بین السنة و الشیعة،[75] تحریر: محسن حسینی امینی۔

حوالہ جات

1. جوہری؛ ابن فارس؛ ابن منظور، ذیل «قدس»
2. کرمانی، ج ۹، ص ۷۹؛ بلوشی، ص ۷؛ طحان، ص ۱۲۷؛
3. کرمانی، ج ۹، ص ۷۹
4. بلوشی، ص ۵۴
5. گراہام، ص ۵۷
6. تہانوی، ج ۱، ص ۶۳۰
7. شرح فصوص الحکم، ص ۳۷۲
8. قسم ۱، ص ۷۵، قسم ۲، ص ۱۰۷، ۱۸۱
9. کرمانی، ج ۹، ص ۷۹
10. تعریفات، ص ۱۱۳
11. ج ۱۳، ص ۴۰۹
12. شیخ بہائی، الوجیزۃ، ص ۲۱۲؛ تہانوی، ج ۱، ص ۶۲۹
13. شیخ بہائی، الوجیزۃ، ص ۲۱۲
14. ص ۳۸-۳۶

15. قاری، ص ۳۱۳؛ ابوالبقاء، قسم ۴، ص ۳۷-۳۸؛ تہانوی، ج ۱، ص ۶۲۹-۶۳۰؛ قاسمی، ص ۶۵؛ ابوشہبہ، ص ۲۱۶-۲۱۷
16. الوجیزہ، ص ۴۱۴
17. مشرق الشمسین، ص ۲۴
18. ص ۲۹۱-۲۹۴
19. بلوشی، ص ۳۹-۴۱
20. حرّ عاملی، ص ۲۰۱-۳۱۵؛
21. ہجویری، ص ۲۹، ۱۵۵، ۴۰۷، ۴۲۶؛ نجم رازی، ص ۱۸۵
22. الفتوحات المکیہ، سفر ۲، ص ۱۸۶، سفر ۶، ص ۲۳۴، سفر ۱، ص ۱۵۱، سفر ۸، ص ۲۹۴
23. مسلم بن حجاج، ج ۲، ص ۹؛ شہید ثانی، ج ۲، ص ۷۵؛ طباطبائی، ج ۱، ص ۳۲۹؛ شوکانی، ج ۲، ص ۳۰۰
24. شہید اول، قسم ۱، ص ۷۵؛ تہرانی، ج ۲، ص ۱۴۰؛ یرزای قمی، ج ۱، ص ۲۰۹
25. علّوش، ص ۶۲۴-۷۴۹، ۸۲۳-۸۷۹
26. تہانوی، ج ۱، ص ۶۲۹
27. آقابزرگ طہرانی، ج ۱، ص ۳۹۶-۳۹۸
28. صالح، ص ۱۲۲؛ ابوشہبہ، ص ۲۱۸
29. جرجانی، ص ۱۱۳؛ قاری، ص ۳۱۴؛ ابوالبقاء، قسم ۴، ص ۳۷؛ قاسمی، ص ۶۶-۶۷؛ طحان، ص ۱۲۷
30. کرمانی، ج ۹، ص ۷۹؛ صالح، ص ۱۲۲
31. کرمانی، ج ۹، ص ۷۹؛ صالح، ص ۱۲۲
32. بلوشی، ص ۱۳-۱۴
33. ج ۱، ص ۵۰
34. تہانوی، ج ۱، ص ۶۳۰؛ مامقانی، ج ۵، ص ۲۶
35. قاری، ص ۳۱۳
36. قاسمی، ص ۶۶
37. صالح، ص ۱۲۲
38. ابوشہبہ، ص ۲۱۶
39. تہانوی، ج ۱، ص ۶۳۰
40. طحان، ص ۱۲۸
41. د. اسلام، چاپ دوم، ذیل مادّہ
42. مشکاة الانوار، ص ۴
43. ص ۳۰-۳۱
44. آقابزرگ طہرانی، ج ۱، ص ۲۷۸-۲۷۹
45. ترمذی، ج ۵، ص ۲۴۹؛ کلینی، ج ۵، ص ۵۵۴؛ حاکم نیشابوری، ج ۲، ص ۴۱۴
46. حاکم نیشابوری، ج ۲، ص ۶۱۴
47. شیخ بہائی، الوجیزہ، ص ۴۱۲؛ قاسمی، ص ۶۲؛ صالح، ص ۱۲۲-۱۲۳

48. طحان، ص ۱۲۶-۱۲۷
49. ابوشهبه، ص ۲۱۵
50. عجلونی، ج ۲، ص ۱۳۲؛ حاج احمد، ص ۴۵۲
51. عجلونی، ج ۲، ص ۱۶۴
52. د. اسلام، چاپ اول، ذیل "Shath"
53. گراہام، ص ۷۰؛ د. اسلام، چاپ دوم، ذیل "Shath"
54. گراہام، ص ۸۸-۹۱
55. گراہام، ص ۵۲؛ د. اسلام، چاپ دوم، ذیل مادّه
56. ابن عربی، مشکاة الانوار، ص ۳۰-۳۱
57. حسینی امینی، ص ۱۳-۲۷۶
58. قاسمی، ص ۶۴؛ بلوشی، ص ۴۷
59. طحان، ص ۱۲۷
60. علّوش، ص ۱۷-۷۷، ۱۲۲-۱۵۷، ۱۸۷-۲۰۱، ۲۹۲-۳۵۸
61. کلینی، ج ۲، ص ۷۲
62. کلینی، ج ۲، ص ۴۹۷-۴۹۸
63. کلینی، ج ۱، ص ۱۰، ج ۲، ص ۵۴۹
64. حرّعاملی، ص ۸۱-۸۱، ۹۶؛ علّوش، ص ۵۵۴-۵۹۹، ۶۱۱
65. بخاری، ج ۸، ص ۱۹۵، ۲۰۰، ۲۰۵؛ کلینی، ج ۲، ص ۷۲
66. مرعشلی، ج ۱، ص ۱۹۲
67. غزالی، مقدمه عبدالحمید صالح حمدان، ص ۷۵
68. بلوشی، ص ۵۳
69. مرعشلی، ج ۱، ص ۱۹۲-۱۹۵؛ بلوشی، ص ۵۳-۶۰، ۶۷-۷۴
70. آقابزرگ طهرانی، ج ۳، ص ۱۲۱، ج ۵، ص ۲۷۱
71. مامقانی، ج ۵، ص ۴۸
72. آقابزرگ طهرانی، ج ۵، ص ۲۷۱
73. دمشق ۱۴۲۴/۲۰۰۴
74. بیروت ۱۴۲۲/۲۰۰۱
75. تهران ۱۴۲۵/۲۰۰۴

مآخذ

1. آقابزرگ طهرانی.
2. ابن حجر عسقلانی، فتح الباری: شرح صحیح البخاری، بولاق ۱۳۰۰-۱۳۰۱، چاپ افست بیروت، بی تا.
3. ابن عربی، الفتوحات المکیة، چاپ عثمان یحیی، قاہرہ، سفر ۲، ۱۴۰۵/۱۹۸۵، سفر ۶، ۱۳۹۸/۱۹۷۸، سفر ۸، ۱۴۰۳/۱۹۸۳، سفر ۱، ۱۴۰۶/۱۹۸۶، سفر ۱۱، ۱۴۰۷/۱۹۸۷، سفر ۱۳، ۱۴۱۰/۱۹۹۰.
4. ہمو، مشکاة الانوار فیما روی عن اللہ سبحانہ من الاخبار، چاپ ابوبکر مخیون، قاہرہ ۱۴۲۰/۱۹۹۹.

5. ابن فارس.
6. ابن منظور.
7. ايوب بن موسى ابوالبقاء، الكليات: معجم في المصطلحات و الفروق اللغوية، چاپ عدنان درويش و محمد مصرى، دمشق ١٣٩٤-١٣٩٧ / ١٩٧٤-١٩٧٦.
8. محمد ابوشهبه، الوسيط في علوم و مصطلح الحديث، قاهره، ١٢٠٣ / ١٩٨٢.
9. محمد بن اسماعيل بخارى، صحيح البخارى، (چاپ محمد ذبنى افندى)، استانبول ١٩٨١ / ١٢٠١.
10. عبدالغفور عبدالحق بلوشى، الاحاديث القدسية في دائرة الجرح و التعديل و مصادر با و ادوار تدوينها، بيروت ١٩٩٢ / ١٢١٢.
11. محمد بن عيسى ترمذى، الجامع الصحيح، چاپ عبدالوهاب عبداللطيف، بيروت ١٢٠٣.
12. محمد اعلی بن علی تهانوی، موسوعة كشف اصطلاحات الفنون و العلوم، چاپ رفيق العجم و علی دحروج، بيروت ١٩٩٦.
13. ابوالقاسم بن محمد علی تهرانی، مطارح الانظار، تقريرات درس شيخ انصارى، ج ٢، چاپ سنگى تهران ١٣٠٨، چاپ افست قم ١٢٠٢.
14. علی بن محمد جرجانى، كتاب التعريفات، چاپ ابراهيم ابيارى، بيروت ١٩٨٥ / ١٢٠٥.
15. اسماعيل بن حماد جوهرى، الصحاح: تاج اللغة و صحاح العربية، چاپ احمد عبدالغفور عطار، قاهره ١٣٢٦، چاپ افست بيروت ١٢٠٤.
16. يوسف حاج احمد، موسوعة الاحاديث القدسية: الصحيحة و الضعيفة، دمشق ٢٠٠٤ / ١٤٢٢.
17. محمد بن عبدالله حاكم نيشابورى، المستدرک على الصحيحين، چاپ يوسف عبدالرحمان مرعشلى، بيروت ١٢٠٦.
18. محمد بن حسن حرّعاملی، الجواهر السنیه فی الاحاديث القدسية، (بغداد ١٣٨٢)، چاپ افست قم، بی-تا.
19. محسن حسینی امینی، الاحاديث القدسية المشتركة بين السنة و الشيعة، تهران ٢٠٠٢ / ١٢٢٥.
20. محمد شوکانی، نیل الاوطار من احاديث سيدالاخيار: شرح منتقى الاخبار، بيروت ١٩٧٣.
21. محمد بن مکى شهيد اول، القواعد و الفوائد: فی الفقه و الاصول و العربية، چاپ عبدالهادى حکيم، (نجف ١٣٩٩ / ١٩٤٩)، چاپ افست قم، بی-تا.
22. زين الدين بن علی شهيد ثانی، مسالك الافهام الى تنقيح شرائع الاسلام، قم ١٢١٣-١٢١٩.
23. محمد بن حسين شيخ بهائى، مشرق الشمسين و اكسير السعادتین، مع تعليقات محمد اسماعيل بن حسين مازندرانی خواجهوى، چاپ مهدى رجایی، مشهد ١٣٤٢ ش.
24. همو، الوجيزة فی الدراية، چاپ ماجد غرباوى، در تراثنا، سال ٨، ش ٣ و ٢ (رجب - ذى الحجه ١٢١٣).
25. صبحى صالح، علوم الحديث و مصطلحه، بيروت ١٩٦٩ / ١٣٨٨.
26. علی بن محمد علی طباطبائى، رياض المسائل فی بيان الاحكام بالدلائل، چاپ سنگى تهران ١٢٨٨-١٢٩٢، چاپ افست قم ١٢٠٢.
27. محمود طحان، تيسير مصطلح الحديث، كويت ١٩٨٤ / ١٤٠٤.
28. عزيزة على طه، «صور من افتراءات المستشرق جرابام على الاحاديث القدسية»، مجلة الشريعة و الدراسات الاسلامية، ش ٢١ (جمادى الآخرة ١٢١٢).

29. اسماعيل بن محمد عجلوني، كشف الخفاء و مزيل الالباس، بيروت ١٩٨٨/١٤٠٨.
30. عبدالسلام علّوش، كتاب الجامع في الاحاديث القدسية، بيروت ٢٠٠١/١٤٢٢.
31. محمد بن محمد غزالي، كتاب المواعظ في الاحاديث القدسية، چاپ عبدالحميد صالح حمدان، قاهره ١٩٩٣/١٢١٣.
32. علي بن سلطان محمدقاري، معجم الاحاديث القدسية الصحيحة و معها الاربعون القدسية، چاپ كمال بسيوني مصري، بيروت ١٩٩٣/١٢١٣.
33. محمد جمال الدين قاسمي، قواعد التحديث من فنون مصطلح الحديث، چاپ محمد بهجة بيطار، بيروت ١٢٢٢.
34. داوود بن محمود قيصری، شرح فصوص الحكم، چاپ جلال الدين آشتياني، تهران ١٣٤٥ش.
35. محمد بن يوسف کرمانی، صحيح ابی عبدالله البخاری بشرح الكرمانی، بيروت ١٩٨١/١٤٠١.
36. محمدرضا مامقانی، مستدرکات مقباس الهداية في علم الدراية، در عبدالله مامقانی، مقباس الهداية في علم الدراية، ج ٥-٦، قم ١٢١٣.
37. يوسف مرعشلی، مصادر الدراسات الاسلامیة و نظام المكتبات و المعلومات، ج ١، بيروت ٢٠٠٦/١٤٢٧؛
38. مسلم بن حجاج، الجامع الصحيح، بيروت: دارالفکر، بی تا.
39. احمد بن محمد میبدی، كشف الاسرار و عدة الابرار، چاپ علی اصغر حکمت، تهران ١٣٦١ش.
40. محمد باقر بن محمد میرداماد، الرواشح السماویة، چاپ غلامحسین قیصریه با و نعمت الله جلیلی، قم ١٣٨٠ش.
41. ابوالقاسم بن محمد حسن میرزای قمی، قوانین الاصول، چاپ سنگی تهران ١٣٠٨-١٣٠٩، چاپ افست ١٣٤٨.
42. عبدالله بن محمد نجم رازی، مرصادالعباد، چاپ محمد امین ریاحی، تهران ١٣٦٥ش.
43. علی بن عثمان بجویری، كشف المحجوب، چاپ محمود عابدی، تهران ١٣٨٣ش.
44. Shath" (by L" .v.E11, s ; Massignon)
- Ernst) ; .Robson) , "Shath" (by C .Hadith Kudsi" (by J" .vv.45. E12, s
- Graham, Divine word and prophetic word in early Islam: a reconsideration of 46. William A
- .the sources, with special reference to the divine saying or hadith qudsi, The Hague 1977